مقدمہ

دین اسلام ایک مکمل نظام جو زندگی کے ہر پہلو سے **متعلق** اصولی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس کا ایک بڑا حصہ **معیشت** سے بھی **متعلق** ہے جو دولت کی پیدائش، تقسیم، صرف، تبادلے اسکی سرکولیشن، بنیادی انسانی ضروریات اور اس میں عدل و مساوات تک کی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام کا ہزار سالہ دور اس بات پر شاہد ہیں، کہ جب تک یہ نظام رہا، سماج میں معاشی فلاحی نظم کے ساتھ آزادی ، امن ، عدل رہا، ریاست مدینہ کے قیام سے خلافت راشدہ، بنو امیہ، بنو عثمان اور ابو عبید کی **"کتاب الاموال"** سے ابو یوسف کی **"کتاب الخراج"** اور بعد کے مجد دین امت ک معاشی اصولوں پر رہنمائی کرنے والے کتابوں نے نہ صرف نظریہ و فکر بلکہ عملی نظام کے قیام کے لئے بھی کوشش کی، بدقسمتی سے پچھلے دو ڈھائی سو سال سے ابن آدم جس معاشی بدحالی اور استحصالی نظام سرمایہ دارانہ جو اپنی حرص "ھل من مزید "اور خونریز پالیسیز اور رویوں سے باہر نہیں نکل پا رہا، جسکا کام بقول "لینن" نجی ملکیت کا تحفظ ہے [1] فلاح کے نام پر" **لا فلاح اور لا بہبود** "سماجی نظم کا قیام اور بھاری ٹیکسز لگا کر عوام کے ہی دولت پر کفالت کے نام پر کچھ انجیوز اور ڈونیشن کر کے تعمیری تخریب(DESTRUTIONSOCIAL) کرتا ہے۔

وہی پر سوشلزم اپنے بلند و بانگ، خوش نما اصولوں پر ولتاریہ اور بورژوا کی لڑائی میں طبقاتی تقسیم اور طبقاتی بالادستی سماج کو غلامی کے ایک نئے درجے کی طرف دھکیل رہا ہے۔ ایسے میں اسلام کا نظام انسانی اجتماع میں رہنے والوں کے مسائل کا حقیقی حل پیش کرتا ہے۔

1. یہ نہ صرف معاشی تنگی، بھوک و افلاس، اخلاقی برائیوں اور احتکار کو ختم کرتا ہے بلکہ عدلِ معاشی، درجات میں مساوات، فطری تفاوت کے ساتھ استحصالی رویوں کے خاتمے اور ترقی کا دیرپا نظام(DEVELOPMENTSUSTAINABLE) دیتا ہے۔
2. وہ صرف محض دنیوی ترقی اور مادی کمال نہیں، بلکہ رضائے الٰہی کے ساتھ اخروی سعادت اور سماجی عدل کو اصل کعبۂ مقصود قرار دیتا ہے۔
3. وہ اسلامی ریاست کو اجتماعی انشورنس بنا کر کفالت کو اصل ذمہ داری قرار دیتا ہے،

[1] LENIN,V.1 .(1918).THE STATE AND REVOLUTION

4. اور جو اس کفالت میں خیانت اور سستی برتتا ہے تو وہ حکم دیتا ہے کہ رعایا اپنا زبردستی اپنا حق حاصل کر لیں "[2]۔ اسی تصور کو فقہاء نے کفالتِ عامہ کے لفظ سے بھی تعبیر کیا ہے۔ اور یہ ذمہ داری زکوٰۃ کے علاوہ ہے۔ علامہ آلوسیؒ نے بھی اسی موقف کی تائید فرمائی ہے۔ لیکن
5. دوسری طرف حکومت اور ریاست کو بھی اس سرمایہ دار پر جبر کا حکم دیتی ہے جہاں غربت بلبلا رہی اور وہ اپنے زمہ داریوں سے عہدہ برانہ ہو، کہ وہ زکوۃ کے علاوہ بھی سماج کے نادار لوگوں کی کفالت کا بندوبست کریں۔
6. اسلام نظریئہ کے ساتھ ایک عملی بھی نظام فراہم کر کے عوام پر بھاری ٹیکس عائد کر کے فلاح کے نام پر تعمیری تخریب نہیں کرتا بلکہ عدل کو بنیاد بنا کر دولت کی تخصیص، صرف اور تبادلے کا منصفانہ نظام دیتا ہے۔
7. ٹیکس اور زکوۃ کو اجتماعی کفالت کا ذریعہ بنا کر ایک جامع پروگرام پیش کرتا ہے۔

موضوع کا اساسی نکتہ

ریاست کی بنیادی زمہ داری آمدنی کے وسائل کی فراہمی ہے لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ ہر شخص کو گھر بیٹھے سرکاری وظیفہ دیا جائے، سماج میں بھوکے، ننگے اور گداگری کو فروغ ہو کیونکہ اسلام اس چیز کی بھی نفی کرتا ہے۔ آپؐ نے ایک صحابی کو کلہاڑی خود لاکر خرید کر دی اور اسکو کمانے کا ہنر، سکلز، طریقہ کار بتلایا، اس سے بھی بڑھ کر اپنے ہاتھ سے محنت مزدوری کرنے والے کے ہاتھ چومے، اسکو اللہ کا دوست قرار دیا، اور یہی وجہ ہے کہ سچے تاجر کو انبیا اور شہداء کے ساتھ ہونے کی خوشخبری دی، صحابی رسول عبد الرحمان بن عوف نے لینے کے بجائے بازار کا راستہ پوچھا، خود کفالتی پر حضورؐ نے زور دے کر اوپر والے ہاتھ کو بہتر قرار دیا، یہ اسلئے کہ مسلم معاشرہ محض صارفین کا معاشرہ نہیں ہونا چاہیے۔ ایک مثالی مسلم معاشرہ وہ ہے جہاں یہ سوچ موجود ہو کہ ہم سوسائٹی کو کیا دیں سکتے ہے، اور اسکی تیاری، تشکیل اور عملی پیش کش پر کام ہو۔ دین کا تقاضا یہ ہے کہ ہر وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے جسمانی، ذہنی، فکری یا کسی بھی نوعیت کی صلاحیت عطا فرمائی ہے، وہ ان صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر جائز اور باعزت روزی کمائے۔ اسکا تقاضا یہ بھی ہے مصنوعی رکاوٹیں نہ ہوں، اجارہ داری قائم نہ ہو، ذخیرہ اندوزی نہ کی جائے، اور بلا ضرورت ٹیکسوں اور مالی دباؤ کے ذریعے اسے کچلا نہ جائے۔ بلکہ اسے روزگار کے مناسب مواقع میسر ہوں۔

اسکے ساتھ یہاں یہ قابل غور ہے، کہ اسلام اس چیز کی بھی پر زور نہی کرتا ہے کہ حکمران طبقہ اپنی عیاشی کے ساماں کو پورا کرنے کے لئے عوام پر استحصالی ٹیکسز لگاتے ہے اور یہی کسی ریاست کی تباہی کی بنیاد ہے۔

[2] ابن حزم، المحلیٰ 6/156

امام شاہ ولی اللہ دہلوی نے ریاست کے معاشی نظام کی تباہی کی دو بنیادی وجوہات کو ذکر کیا ہے فرماتے ہیں:

(الف)۔ جب کسی ریاست کے بیت المال پر ہر طبقہ مفت کھانے کو اپنا پیشہ بنادیں

(ب)۔ اصول مکاسب زراعت، تجارت اور صنعت پر بھاری ٹیکسز لگادی جائے [3]

لیکن دوسری طرف آپ دیکھئے! کہ دین نے انسان کو شتر بے مہار چھوڑ کر اکتناز واحتکار، سرمایہ کا دیوتا نہیں بنانے دیتا کہ (MIGHT IS RIGHT) کی بنیاد پر دوسرے کے حقوق کا غاصب بنیں بلکہ مال ودولت کو انسان کی محدود ملکیت کے ساتھ اسکو اجتماعی مال بھی بناتا ہے، اسکو بار بار حکم دیتا ہے کہ ایک جگہ یہ جمع ہو کر کینسر کا پھوڑا نہ بنے بلکہ گردش کرتا رہے۔ تقسیم، صرف اور تبادلہ عدل وانصاف پر ہو۔

چناچہ! اسلامی ریاست جنرل انشورنس کمپنی کے فرائض کا دائرہ کار اپنی بے پایاں وسائل کے ساتھ ربڑ جیسے وسیع ہے جن میں زکوۃ کے علاوہ **بیت المال، عشر اور ٹیکس کے علاوہ خمس، ضرائب، اموالہ فاضلہ، معادن، صدقات وفطرات، کفارات** انفرادی طور پر بہت اہم ذرائع ہے جن کو منظم کرنے سے ایک بہتر نظم معیشت قائم کی جاسکتی ہے، لیکن یہاں ملکی نظام معیشت کو موضوع کی مناسبت سے ہم زکوۃ کو پہلے درجے میں رکھ کر اس پر تفصیلا گفتگو کرینگے۔

اہمیت زکوٰۃ

زکوۃ اسلام کے نظام کفالتِ عامہ کی ریڑھ کی ہڈی اور عباداتی ٹیکس ہے[4] "یہ مسلمانوں کی کواپریٹو سوسائٹی، انشورنس کمپنی اور انکا پراویڈنٹ فنڈ ہے۔"[5] اور اسکے دو بنیادی تقاضوں میں سے ایک:

- ریاست میں معاشی کفالت کا انتظام ہے

اور پھر زکوۃ

- معاشی محرک (ECNOMIC INSENTIVE) ہونے کے ساتھ

---

[3] شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، باب سیاسۃ المدن، ج:ا، طبع: قاہرہ، ص140-141

[4] نور محمد غفاری، موجودہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام تکافل اجتماعی، شیخ الہند اکیڈمی کراچی، ص181

[5] ابوالاعلی مودودی، معاشیات اسلام، ص43

- دولت کی سر کولیشن اور سماجی نظام تکافل کا بھی زریعہ ہے

اسکے ساتھ "یہ کوئی انفرادی احسان اور خیرات کا سلسلہ نہیں ہے بلکہ زکوٰۃ اہل ضرورت کا ایک متعین حق ہے، اسلامی حکومت اس حق کو وصول کرتی اور تقسیم کرتی ہے۔ یہ ایسا حق ہے جو کسی صورت ساقط نہیں ہوتا خواہ حکومت اس کی وصول یابی کی ذمہ داری نہ سنبھالے، یہ حق بدستور لازم رہتا ہے"۔[6]

بنیادی حقیقت فلاحی ڈھانچہ

سماج سے اگر مقصد بیروزگاری اور افلاس کا خاتمہ ہو تو یہ چند ارب کی روٹی اور خیرات بانٹ کر حاصل نہیں کیا جاسکتا، پاکستان جنوب ایشیا کے ان ممالک میں شامل ہے۔ جو بین الاقوامی امداد حاصل کرتا ہے، اسوقت ملک میں فلاحی نظام کی کمی نہیں جیسے احساس پروگرام، انصاف کارڈ، آسان قرضہ، بینظیر انکم سپورٹ پروگرام یا پولیو، سینکڑوں انجیوز وغیرہ

بلکہ ضرورت اس بات کا ہے کہ اس کے لیے پیداواری رشتوں کو تبدیل کرنا پڑے گا اور ذرائع پیداوار کی نجی ملکیت کے ارتکاز کو ختم اور قدر زائد پر محنت کش کا استحقاق تسلیم کرنا ہوگا۔ انہی کے ٹیکسوں میں سے ایک قلیل رقم سماجی صرف کی مد میں خرچ کر دینا یہ خود کو ایک نقرئی ملبوس پہنا دینے کے مترادف ہے جو اس کی اصل پر پردہ ڈال دیتا ہے۔[7] اصل چیز منظم حکمت عملی سے پیداواری رشتوں کو بڑھانا تھا وہ نہیں ہے مثلا آج لیپ ٹاپ سکیم پورے ملک میں زور وشور سے مفت تقسیم لیکن کیا تعلیم کو جدید خطوط پر استوار کیا گیا؟ نوجوان نسل میں نئے سکلز، ڈیجیٹل ایج کے ٹولز سکھائے گئے؟ یہ تو کنزیومر پیدا کئے جارہے ہیں، صحت ،زراعت، سائنس و ٹیکنالوجی آج بھی ہم بہت پیچھے ہیں۔

وطن عزیز میں زکوۃ کا نظام اور بد نظمی

سب سے پہلے ہمیں اپنے ملک میں زکوۃ کے نظام کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ کہ کیوں اسکے ثمرات سے ہم مستفید نہیں ہو پا رہے ہیں؟ انٹر نیشنل سینٹر فار ٹیکس اینڈ ڈیولپمنٹ (ICTD) اور لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز (LUMS) کے محققین کی جانب سے پچھلے ہفتے جاری کی گئی ایک تحقیق کے مطابق:

---

[6] یوسف القرضاوی، فقہ الزکوٰۃ، ج:2، بیروت، 1991ء، ص 883-880

[7] محمد احسن رانا، ہیں کواکب کچھ، بک کارنر، جہلم، طبع 2024 ص 142

پاکستان میں خود کو سنی کہنے والے افراد نے 2024 میں 619 ارب روپے (تقریباً 1.7 ارب پاؤنڈ) سے زیادہ زکوٰۃ ادا کی۔ اور اگر شیعہ پاکستان کی آبادی کا 10 فیصد ہیں، تو ایسی صورت میں ہمارا تخمینہ 687 ارب روپے تک بڑھ جائے گا (جبکہ دیگر تمام عوامل کو یکساں رکھا جائے)۔[8] اور یہ رقم ریاست کی جانب سے فراہم کردہ سماجی تحفظ کے موجودہ نظام کے تناظر میں اور بھی زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے۔ ہمارے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں ہر سال زکوٰۃ کے ذریعے مستحق افراد میں اتنی رقم تقسیم کی جاتی ہے جو ریاست کے سب سے بڑے نقد امدادی پروگرام، یعنی بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام (BISP)، سے بھی زیادہ ہے[9] اب یہاں بنیادی مسائل جس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔

ہمارے ہاں زکوٰۃ کا قانون تو پہلے دن سے رجعتی اور حیلوں کے نظر ہو گیا، اکثر لوگ ضروری ٹیکس سمجھ کر اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں جس کی وجہ سے زکاۃ کی مد میں جمع ہونے والی رقم بتدریج کم ہوئی۔ 2012ء سروے کے مطابق ستائیس فیصد اصول کنندگان غریب نہیں تھے، 28 فیصد رقم اصولی کے لیے چھے ماہ انتظار اور مقامی عاملین یا زکاۃ کمیٹی اراکین کو کچھ رقم بطور رشوت دینا پڑی۔ اس طرح ایک رپورٹ کے مطابق 600 زکوٰۃ کے زریعے جمع رقم وفاقی ایکسائز ڈیوٹی سے بھی زیادہ ہے۔ زیادہ تر پاکستانی ریاستی زکوٰۃ فنڈ کو حکومت پر اعتماد کی کمی کی وجہ سے نظر انداز کرنا پسند کرتے ہیں۔ محمود احمد غازیؒ پاکستان میں زکوٰۃ کے نظام سے وابستہ رہے ہیں فرماتے ہیں:

"میں نے کوشش کی تھی کہ زکوٰۃ کے نظام کو بہتر اور مؤثر بنایا جائے، لیکن میں اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ جن لوگوں کے مفادات متاثر ہوتے تھے، اور جو لوگ زکوٰۃ کے تصور کو ماننے کے باوجود اس کے عملی نفاذ کے مخالف تھے، ان کے اثرات ملک میں بہت گہرے تھے۔"[10] اب سوال ہم پر کہ ایسے حالات میں کیسے ہم زکوٰۃ کے ثمرات سے مستفید ہو سکتے ہیں؟

زکوٰۃ اور اسکی بنیاد پر معاشی حکمت عملی

---

[8] https://tribune.com.pk/story/2537257/heres-how-much-)pakistanis-pay-in-zakat-each-year(the express TRIBUNE December 22,2025)
ICTD 2024 survey of zakat in Pakistan; World Development Indicators 20225; Pakistan Federal Board of Revenue6; Pakistan 2024/2025 Federal Budget.

[9] ICTD 2024 survey of zakat in Pakistan; World Development Indicators 20225; Pakistan Federal Board of Revenue6; Pakistan 2024/2025 Federal Budget.

[10] محمود احمد غازی، محاضرات معیشت۔ ، الفیصل ناشران، لاھور، طبع:2024، ص132

- سب سے پہلے

(الف)۔ کرپشن کا خاتمہ ہو، وزیر اعلیٰ بلوچستان "سرفراز بگٹی" نے محکمہ زکوٰۃ کو ختم کرنے کا اعلان اس بنیاد پر کرتا ہے کہ 30 کروڑ روپے تقسیم کرنے کیلئے محکمے پر 1 ارب 60 کروڑ روپے خرچ ہوتے ہیں۔ [11]

(ب)۔ انتظامیہ نمک کے برابر ہو،

- **زکوۃ، عشر، فلاحی بیرونی اور اندرونی فنڈ، بینظیر انکم سپورٹ، انصاف کارڈ، انجیوز، اوقاف کو ایک فنڈ بنا کر جمع کیا جائے،** اب یہ بہت خطیر رقم بن رہی،

1. اس پورے فنڈ کو ایک ادارے کی شکل میں منظم کر کے
2. چھوٹی چھوٹی صنعتیں مقامی سطح پر حالات اور جغرافیائی ماحول کے مطابق لگا کر دی جائے
3. اور ایک ماہرین کی ٹیم جو اسکو یہ تجربہ اور کام کی صلاحیت جانچ کر دے دیں، اسکے لئے بھی کسی ادارے کو بنانے کی ضرورت نہیں بلکہ ہمارے سرکاری سکولز اور کالجز، یونیورسٹیز میں اسکا بہترین کام ہو سکتا ہے ہفتے میں کچھ دن مقرر کر کے، پارٹ ٹائم میں
4. اسکے ساتھ نوجوانوں میں سکلز، مہارتیں اور جدید ٹولز سکائی جائیں، کام کو کیسے کرنا؟ کیا طریقہ کار اور کونسا کام کرنا ہے اسکی ذہنی صلاحیت کے مطابق
5. اسی فنڈ سے مستحق افراد کو پہلے درجے میں ترجیحا صحت، تعلیم دی جائے صحت صرف یہ نہ ہو کہ لاکھوں روپے دیکر یہ کہا جائے کہ علاج کریں، جیسے آج انصاف کارڈ میں مثلا ایک لاکھ کے آپریشن کو پانچ میں کر کے حکومتی کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔ بلکہ اسکی حقیقی مانیٹرنگ ہو، کتنے لوگ؟ کہاں سے؟ کیا علاج یا تعلیم حاصل کی وغیرہ
6. انتظامیہ کم رکھ کر آج دنیا ڈیجیٹل ٹول استعمال میں لا کر کام کر رہی ہیں لہذا جدید آنلائن مانیٹرنگ ہو۔

اسکے فوائد ہمارے سامنے ایسے آسکتے ہیں کہ

1. ہمیں پتہ ہو گا کتنا فنڈ جمع ہوا؟ کتنا استعمال اور کیا کیا؟
2. انتظامیہ کی کمی ہوگی جس سے رقم کی صرف کم ہوگی
3. ہر مستحق آدمی کو اسکا حق صحیح طریقے سے پہنچے گا

---

[11] روزنامہ پاکستان، Mar 09, 2025

- رعایا اپنے مال کو غیر محفوظ سمجھتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق "بدعنوانی پاکستان کے طرز حکمرانی کا ایک مستقل عنصر بنی ہوئی ہیں، جس کے معاشی ترقی، سرمایہ کاری اور عوامی اعتماد پر نہایت منفی اثرات ہے"[12] اس لیے زکوۃ کو مقامی لوگوں کو ترجیحی بنیادوں پر فراہم کرنے کا بندوبست کیا جائے۔
- 1980ء ایکٹ کے مطابق زکوۃ اصول کرنے والے ادارے تین ہیں:

بینک، ڈاک خانے، مالیاتی ادارے اور آج پرائیویٹ اداروں کے ساتھ بینکنگ سیکٹر لہذا ایک ہی ادارہ ہو جو زکوۃ وصول کریں تاکہ فنڈ کت تخمینے کے ساتھ اسکی صرف کا صحیح میکنزم بنادیا جائے۔

- اموال زکاۃ کو جمع کرکے حکومت پیداواری رشتے اور مواقع پیدا کرے، اور اسے ایک کارخانے کی شکل دے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں شامل ہو سکیں۔
- اس کے ساتھ بنجر زمین کو آباد کرنے کے ساتھ اسکی تحدید کی جائے،
- اسوقت 705 کروڑ ایکڑ رقبہ قابل کاشت، لیکن کاشت صرف 408 کروڑ ایکڑ رقبہ پر ہو رہی ہے جس میں سے 207 کروڑ ایکڑ رقبہ ابھی تک بنجر ہے۔ اسکو کاشت کرکے **"نظام عشر"** کو جیسے جاگیر دار کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے اسکی محصول کی بہتر حکمت عملی بنائی جائی۔
- زکوۃ کے فنڈ سے گھریلو سطح پر چھوٹی صنعتیں پیدا کرکے خواتین کو انکے علاقے کے لحاظ سے سکلز دی جائے، خاص کر بلوچستان، جنوبی پنجاب، سندھ اور پختونخواہ کے علاقے جہاں غربت ناچ رہی۔

ٹیکس کا نظام

ٹیکس کی ضرورت

یہ بات آج سمجھنی ضروری ہے کہ عصر حاضر میں انسانی معاشرتی اور اقتصادی ضروریات کے پیش نظر جدید مالیاتی نظام میں آپ ملک کا معاشی نظام صرف وقف، بیت المال یا زکوۃ پر چلانا چاہتے ہیں، تو یہ حقیقت روشن ہو چکی ہے۔ کہ ٹیکس محصولات کے بغیر مسائل کا مکمل حل یقینی طور پر ممکن نہیں۔ جہاں صحت، تعلیم، فوج، عمال حکومت وغیرہ کی تنخواہیں وہاں اسکا انتظام وانصرام اسکے بغیر ممکن نہیں، اسلئے اسلام نے صرف استحصالی اور ناجائز ٹیکس کی ممانعت کی ہے، نہ کہ انصاف پر مبنی ٹیکس کی۔ اسکا نفاذ زمینی حقائق کی بنیاد پر

[12] JOE TURKEWITZ, PAKISTAN GOVERNANCE AND CORRUPTION DIAGNOSTIC REPORT (NOV, 2025)

ہونا چاہیے اور اسکا تعین معاشرے میں طبقاتی قوت کا توازن ہی کرتا ہے کہ ٹیکس سرمایہ پر لگے گا یا دولت، صرف، منافع تنخواہ یا اجرت پر۔

لیکن یہی بھی ٹیکس ادائیگیوں میں پاکستان بین الاقوامی سطح پر 173ویں نمبر پر ہے۔ ان ریٹنگ کے مطابق اس وقت معاشی سرمایہ کاری کی راہ میں بڑی رکاوٹیں حکومت کے پیچیدہ نظام، شفافیت کا فقدان اور ٹیکس کے پیچیدہ قوانین اور ضوابط ہیں۔ چیئرمین ایف بی آر کے مطابق پاکستان میں 5 فیصد افراد نے ہی ٹیکس دینا ہے لیکن وہ بھی نہیں دے رہے، مینوفیکچرنگ سیکٹر سے 3100 ارب روپے کا ٹیکس نہیں آتا[13] اس طرح ہر سال حکومت طاقت ور طبقات کو 2,600 ارب روپے سے زائد کی ٹیکس کی بہبود دے دیتی ہیں۔ اسکے لئے ضروری ہے کہ ہر آدمی سے اس کی آمدنی کے مطابق محصول لیا جائے۔ اور معاشی نظام عدل پر ہو، عدل کا مطلب معیشت میں تقسیم دولت انصاف پر ہو کہ ریاست تقسیمِ دولت کا نظام عدل و انصاف پر کی اساس پر رکھے، اور اس مقصد کے حصول کے لیے یہ لازم ہے کہ آمدنی کے وسائل کی منصفانہ فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

کہ جب تک معاشرے کے ہر فرد کو:

1. اس کی صلاحیت کے عین مطابق،
2. اس کی ضرورت
3. اور معاشرے کے موجودہ حالات کے مطابق

وسائلِ رزق فراہم نہیں کیے جاتے، اس وقت تک عدل پر مبنی نظامِ تقسیمِ دولت قائم نہیں ہو سکتا۔

اور زکوۃ کو اس وقت منظم انداز میں لاگو کرنے کی ضرورت ہے، اس طرح کہ ادارہ جاتی تحفظ کے ذریعے یا ایک ادارے کے ذریعے اس کا انتظام کیا جائے۔

- غریب عوام پر ٹیکس ختم کیا جائے۔ حکومت ٹیکس صرف کمپنی مالکان پر لگائے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کو ہدف بنایا جائے۔ کسانوں پر ٹیکس کے بجائے انہیں جدید طریقوں سے متعارف کروایا جائے۔

[13] 24نیوز، JUN 13, 2025

- دفاعی بجٹ اور ملکی انتظامیہ کو کم سے کیا جائے آپ دیکھئے کہ پاکستان کی وفاقی حکومت نے بجٹ 26-2025 کا اعلان کرتے ہوئے دفاعی بجٹ میں 20.2 فیصد کا بڑا اضافہ تجویز کیا ہے۔ جو مجموعی وفاقی بجٹ کا 20 فیصد بنتا ہے[14]
- ٹیکس کے نظام کو بہتر کیا جائے تا کہ ٹیکس سے کوئی بچ نہ سکے سینیٹ میں پیش کی گئی سرکاری رپورٹ کے مطابق ملک کے ایک بہت بڑے ادارے کے پچاس سے زائد کاروبار جن کو مکمل طور پر ٹیکس استثناء یا ٹیکس چھوٹ حاصل ہے۔[15]

آخری بات

اس پورے تجزیئیہ کے بعد اس بات کو سامنے رکھنا از بس ضروری ہے، کہ اس وقت ہم ایک عالمی نظام سے جڑے ہیں، اور جب تک کسی میں ملک امن وآمان نہ ہو، سیاسی طور پر مستحکم اور خارجہ و داخلی نظام میں آزاد نہ ہو تو معاشی طور پر ان ثمرات سے مستفید ہونا پورے طور پر ناممکن ہے، خاص کر جب آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک شکنجہ میں جب تک ہے، لہذا ہمیں سب سے پہلے اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔

لہذا اسوقت ہم اس زکوۃ کو ایک باقاعدہ طور پر الگ شعبہ (ملک کے معاشی نظام سے جو براہ راست عالمی نظام سے جڑا ہے) بنا کر مقامی سطح اور ریاستی سطح پر ایک منصوبے اور ادارہ جاتی طور پر بنانے اور اپنانے کی ضرورت ہیں، تب ہی ہم کچھ ثمرات سے فی الحال مستفید ہو سکیں گے۔۔

ختم شد

---

14 رپورٹ: فرحت عباس، بی بی سی اُردو، اسلام آباد، 11 جون 2025

15 HTTPS://WWW.DAWN.COM/NEWS/1272211